سوال

(249) بیوی شوہر کا کب تک انتظار کرے ؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

ایک شخص زید عرصہ چار سال سے افریقہ چلا گیا،پیچھے اس جگہ اپنی بیوی منکوحہ کو چھوڑ گیا۔تین سال تک اس نے دو سو روپیہ بھیج دیا۔اب سنا جاتا ہے کہ سال بھر سے وہ خمر خواری میں مشغول ہے اور کوئی عورت بھی بغیر نکاح کے رکھے ہوئے ہے اور وہ کہتا ہے کہ میں وطن کو کبھی جاتا ہی نہیں نہ اب وہ خرچ دیتا ہے اور نہ آباد کرتا ہے نہ چھوڑتا ہے۔ایسی صورت میں اس عورت کو کیا کرنا چاہیے ؟

الجواب بعون الوهاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

عورت منکوحہ کے شوہر کے ذمہ دو حق ہیں۔ایک اس کی ذات اور جان میں کہ وہ اس کی حاجت نفسانی کو،جو درحقیقت ایمانی ہے پورا کرے۔دوسرے اس کے مال میں کہ وہ موافق دستور کے اور حسب حیثیت اس کو مہرونان پارچہ وغیرہ ضرورتوں کے لیے خرچ دے۔

پہلے حق کی میعاد شارع نے نہایت چار ماہ تک رکھی ہے،اس کے بعد اس حق کو باوجود استطاعت شوہر کے روکنے پر عورت کو طلاق لینے کا حق عطا کیا ہے۔جو شخص قسم کھالے یا بغیر قسم کے اپنی عورت کو یہ کہہ دے کہ میں اس کے پاس نہ جاؤں گا اور سالہا سال اس پر عمل کرے،اس کی عورت چار ماہ تک اس کا انتظار کرے گی اور اس کے بعد وہ طلاق لینے کی مستحق ہوجائے گی۔قرآن مجید میں ارشاد ہے :

لِلَّذينَ يُؤلونَ مِن نِسائِهِم تَرَبُّصُ أَربَعَةِ أَشهُرٍ فَإِن فاءو فَإِنَّ اللَّهَ غَفورٌ رَحيمٌ **٢٢٦** *وَإِن عَزَمُوا الطَّلاقَ فَإِنَّ اللَّهَ سَميعٌ عَليمٌ* **٢٢٧** ... سورة البقرة

"یعنی جو لوگ اپنی ازواج کے پاس نہ جانے کی قسم کھالیں،ان کے رجوع کا انتظار چار ماہ تک ہوگا،پھر اگر وہ رجوع کریں تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔اگر وہ طلاق کا ارادہ کرلیں تو اللہ اس کو سننے جاننے والا ہے۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ اصحاب کا فتویٰ ہے کہ چار ماہ گزرنے کے بعد ان لوگوں کو حاکموں کے سامنے حاضر کیا جائے گا،تاکہ وہ عورتوں کی طرف رجوع کریں یا ان کو طلاق دیں۔یہ منتقی و نیل الاوطار(6/184)میں منقول ہے،بغیر قسم کھانے کے بھی جو لوگ گھر میں رہ کر یا سفر اور جنگوں میں شامل ہونے کے وجہ سے گھر سے غیر حاضر رہیں،ان کے حق میں بصورت حاضری وطن حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بحکم آیت قرآنی شریف چوتھے مہینے عورت کی حاجت روائی کا حکم کرنے اور بصورت غیر حاضری یا سفر کے چوتھے مہینے اپنی عورتوں کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا ہے۔

تاریخ الخلفاء کے صفحہ (97،96) میں روایت ہے :

"اخرج عبدالرزاق فی مصنفہ عن قتادہ والشعبی قال : جاءت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ امراۃ فقالت : زوجی یقوم اللیل ٗ وبصوم النہار فقال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ لقد احسنت الثناء علی زوجک فقال کعب : لقد شکت فقال عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کیف ؟ قال : تزعم انہ لیس لہا من زوجہا نصیب قال : فاذا فہمت ذلک فاقض بینہما فقال یاامیر المومنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ احل اللہ لی من النساء اربعا ٗ فلہا من کل اربعۃ ایام یوم ٗ ومن کل اربع لیال لیلۃ[1] واخرج عن ابن جریج قال : اخبرنی من اصدقہ ان عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بینما ہو یطوف سمع امراۃ تقول : "تطاول ہذا اللیل واسود جانبہ....... وارقنی ان لا حبیب اُلاعبہ

فلولا حذار اللہ لا شی مثلہ....... لرعزع من ہذا السریر جوانبہ

فقال عمر رضی اللہ عنہ : مالک ؟ قالت : اَغربت زوجی منذ اشہر وقد اشتقت الیہ قال : اَردت سوءا قالت معاذ اللہ قال : فاملکی علیک نفسک فانما ہو البرید الیہ فبعث الیہ ثم دخل علی حفصۃ ابنتہ رضی اللہ عنہا فقال انی سائلک عن آمر قد اَہمنی فافرجیہ عنی فی کم تشتاق امراَۃ الی زوجہا فخفضت رأسہا واستحیت قال : فان اللہ لا یستحی من الحق فاَشارت بیدہا ثلاثۃ اشہر والا فاَربعۃ اشہر فکتب عمر رضی اللہ عنہ ان لا تحبس الجیوش فوق اَربعۃ اشہر"[2]

ایک عورت نے اپنے خاوند کی شکایت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس کی کہ وہ نماز روزہ میں مشغول رہتا ہے (یعنی اپنی عورت کا حق ادا نہیں کرتا) حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو چوتھے دن اپنی عورت کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا۔ پر آپ طواف کررہے تھے کہ ایک عورت نے اشعار میں اپنے خاوند کے فراق پر اشتیاق ظاہر کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پوچھا تمھیں کیا ہوا ہے؟ اس نے کہا کہ آپ نے میرے خاوند کو کئی مہینوں سے باہر بھیجا ہوا ہے، اس لیے میں فراق کیوجہ سے اس کی مشتاق ہوں۔ آپ نے فرمایا تو صبر کر۔ میں قاصد اس کی طرف بھیجتا ہوں اور آپ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پاس، جو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حرم تھیں، پہنچے اور ان سے مسئلہ دریافت کیا کہ کتنے عرصے کے بعد عورت اپنے خاوند کا اشتیاق کرسکتی ہے؟ انھوں نے فرمایا: تین ماہ یا نہایت چار ماہ، اس پر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سپہ سالاروں کے نام حکم جاری کیا کہ چار ماہ سے اوپر لشکر گھروں سے روکے نہ جائیں۔

ان احکام قرآنی کا جو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے صادر فرمائے ہیں، صاف اور صریح مفاد ہے کہ جو شخص زوجہ کے پاس جانے سے انکار کرے اور اس پر مصر رہے تو اس کی زوجہ کو طلاق لینے کا استحقاق ہے کہ وہ حاکم وقت کی طرف رجوع کرے اور اس کے حکم سے طلاق لے، اگر خاوند اپنے ظلم پر قائم رہے۔ حق ادا کرنے کی شارع نے کوئی میعاد مقرر نہیں کی ہے اور عورت کو ہر وقت شوہر سے یہ کہنے کا اختیار دیا ہے کہ تو مجھ کو کھانے کو دے یا طلاق دے۔

" قال : یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم : امراتک ممن تعول، تقول : اَطعمنی والا فارقنی"[3]

(رواہ احمد والدارقطنی ورواہ الشیخان فی الصحیحین)

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمھاری بیوی ان لوگوں میں شامل ہے، جس کی کفالت و پرورش کے تم ذمے دار ہو۔ وہ کہتی ہے: مجھے کھلاؤ مجھے (اپنے نکاح سے) الگ کردو (یعنی طلاق دے دو)

"وظاہر الادلۃ انہ یثبت الفسخ للمراَۃ بجرد عدم وجدان الزوج لنفقتہا بحیث یحصل علیہا ضرر من ذلک فقیل : انہ یؤجل الزوج مدۃ، فروي عن مالک اَنہ یؤجل شہرا، وعن الشافعیۃ ثلاثۃ ایام ولہا الفسخ فی اَول الیوم الرابع وروي عن حماد ان الزوج یؤجل سنۃ ثم یفسخ قیاسا علی العنین فہل تحتاج المراۃ الی الترافع الی الحاکم؟ روي عن المالکیۃ فی وجہ لہم انہا ترافعہ الی الحاکم لیجبرہ علی الانفاق او یطلق عنہ (نیل الاوطار: ٦/٢٦٥)
والیہ ذہب الجمہور العلماء کما حکاہ صاحب البحر عن علی رضی اللہ عنہ وعمر رضی اللہ عنہ وابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ والحسن البصري وسعید بن المسیب وحماد وربیعۃ ومالک واحمد بن حنبل والشافعي والامام یحییٰ وحکی صاحب الفتح عن الکوفیین انہ یلزم المراۃ الصبر وتتعلق النفقۃ بذمۃ الزوج وحکاہ فی البحر عن عطاء والزہري والثوري والقاسمیۃ وابی حنیفۃ واحد قولی الشافعی (نیل الاوطار: ٦/٢٦٤)

اس حدیث کو امام احمد، بخاری و مسلم و دارقطنی نے روایت کیا ہے اور کتاب نیل الاوطار میں کہا ہے کہ ظاہر دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ صرف خاوند کے نادار اور عورت کو خرچ

دینے سے ناچار ہوجانے پر عورت کو حق فسخ نکاح حاصل ہوجاتا ہے۔ پر کہا گیا ہے کہ شوہر کو کچھ مہلت بھی دی جائے۔ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں کہ شوہر کو ایک ماہ کی مہلت دی جائے۔ شافعیہ کہتے ہیں کہ تین دن کی مہلت دی جائے، چوتھے دن کے شروع میں عورت کو فسخ نکاح کا حق حاصل ہوجاتا ہے۔ امام حماد شوہر نامرد کے حکم پر قیاس کرکے ایک سال کی مہلت دیتے ہیں۔ پھر کہا کہ کیا عورت کو فسخ نکاح کے لیے حاکم کی طرف مرافعہ کی حاجت ہے؟ مالکیہ سے روایت ہے کہ عورت حاکم کی طرف رجوع کرے کہ وہ اس کو خرچ دینے پر مجبور کرے یا اس سے طلاق دلوائے۔ یہ حکم استحقاق فسخ نکاح بوجہ ناداری وناچاری شوہر اصحاب نبویہ میں حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ وعلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ وحضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اور تابعین میں حسن بصری وسعید بن مسیب سے اور ائمہ میں حماد وربیعہ ومالک امام شافعی وغیرہ سے منقول ہے اور ائمہ کوفہ وغیرہ کہتے ہیں کہ عورت کو صبر کرنا لازم ہے اسے قرض لے کر گزارا کرنا چاہیے جس کا ادا کرنا شوہر کے ذمہ ہوگا۔

یہ اختلاف بعض ائمہ کا اس صورت میں ہے کہ شوہر خرچ دینے سے عاجز وناچار ونادار ہوجائے اور اگر کوئی شوہر باوجود استطاعت کے عورت کو خرچ نہ دے اور دوسری عورت سے جائز وناجائز تعلق پیدا کرکے اپنی عورت کو محض ضرر رسانی کی نیت سے معلق کررکھے اور خرچ نہ دے تو ایسے شوہر سے عورت کو طلاق لینے کے استحقاق میں کسی امام مذہب کا اختلاف ثابت اور معلوم نہیں ہے اور قرآن شریف اس ضرر رساں کو ظالم ٹھہراتا ہے اور عورت کا استحقاق طلاق ثابت کرتا ہے۔ ایک آیت قرآن میں ارشاد ہے کہ مردوں کو عورتوں پر ایک تو قدرتی فضیلت کی رو سے حکومت کا حق حاصل ہے :

الرِّجالُ قَوّٰمونَ عَلَى النِّساءِ بِما فَضَّلَ اللَّهُ بَعضَهُم عَلىٰ بَعضٍ... ٣٤ ... سورة النساء

"مرد عورتوں پر نگران ہیں اس وجہ سے کہ اللہ نے ان کے بعض کو بعض پر فضیلت عطا کی"

دوسرے اس وجہ سے کہ وہ مال (مہر ونفقہ) خرچ کرتے ہیں، جس سے صاف ثابت ہے کہ اگر کوئی شوہر عورت کو باوجود وسعت مال مہر ونفقہ نہ دے تو اس کا حق حکومت باقی نہیں رہتا ہے اور عورت طلاق لینے کی مستحق ہوجاتی ہے۔ ایک آیت میں ارشاد ہے کہ جب تم عورتوں کو طلاق دو اور ان کی عدت گزرنے لگے تو تم ان کو دستور کے موافق مہر وخرچ دے کر روک لو یا دستور کے مطابق (اگر ان کو خرچ ومہر نہ دے سکو) اس کو چھوڑ دو اور ضرر رسانی کے لیے نہ تو خرچ دو نہ خلاصی کرو، مت روکو، تاکہ ان پر تعدی کرو۔

وَإِذا طَلَّقتُمُ النِّساءَ فَبَلَغنَ أَجَلَهُنَّ فَأَمسِكوهُنَّ بِمَعروفٍ أَو سَرِّحوهُنَّ بِمَعروفٍ وَلا تُمسِكوهُنَّ ضِرارًا لِتَعتَدوا وَمَن يَفعَل ذٰلِكَ فَقَد ظَلَمَ نَفسَهُ ٢٣١ ... سورة البقرة

"اور جب تم عورتوں کو طلاق دو، پس وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں تو انھیں اچھے طریقے سے رکھ لو، یا انھیں اچھے طریقے سے چھوڑ دو اور انھیں تکلیف دینے کے لیے نہ روکے رکھو، تاکہ ان پر زیادتی کرو اور جو ایسا کرے، سو بلاشبہ اس نے اپنی جان پر ظلم کیا"

اس آیت کا صریح مفاد یہ ہے کہ خرچ نہ دینے کے ساتھ اس کو نکاح میں پھنسا رکھنا ظلم ہے، جس سے خلاصی پانے اور طلاق لینے کا عورتوں کو حق حاصل ہے۔ ایک اور آیت میں ارشاد ہے کہ مطلقہ عورتوں کو اگر پھر نکاح میں لانا چاہو تو خود جہاں رہتے ہو، وہاں ان کو بساؤ اور ان کو ضرر نہ پہنچاؤ تاکہ اس پر تمہاری طرف سے تنگی ہو (نہ کھانے کو دو، نہ دوسرے شخص سے نکاح کرنے دو۔

أَسكِنوهُنَّ مِن حَيثُ سَكَنتُم مِن وُجدِكُم وَلا تُضارّوهُنَّ لِتُضَيِّقوا عَلَيهِنَّ ٦ ... سورة الطلاق

"انھیں وہاں سے رہائش دو، جہاں تم رہتے ہو، اپنی طاقت کے مطابق اور انھیں اس لیے تکلیف نہ دو کہ ان پر تنگی کرو۔"

یہ آیت بھی صاف مشعر ومثبت ہے کہ نکاح میں لانا اس صورت میں جائز ہے کہ عورت کو اس کا حق سکنیٰ ونفقہ شوہر ادا کرے۔ اگر ایسا نہ کرے تو عورت کو طلاق لینے کا استحقاق حاصل ہے۔ انھی قرآنی آیات سے استنباط کرکے فاروق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سپہ سالاروں کے نام فرمان جاری کیا تھا کہ جو لوگ اپنی عورتوں سے غائب ہیں، وہ یا تو ان کو خرچ بھیجیں یا ان کو طلاق دیں اور جس قدر عرصہ انھوں نے اپنی عورتوں کو نکاح میں رکھا ہے اس قدر کا خرچ بھی بھیج دیں۔

" عن عمر عند الشافعی عبدالرزاق وابن المنذر انہ کتب الی امراالاجناد فی رجال غابوا عن نسا ئھم امان ان ینفقوا واماان یطلقوا و یبعثوا نفقۃما حبسوا" (نیل الاوطارص:263)

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ عبدالرزاق اور ابن المنذر رحمۃ اللہ علیہ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ انھوں نے لشکروں کے امرا کو ان مردوں کے بارے میں خط لکھا، جو اپنے پیچھے بیویاں چھوڑ کر گئے ہوئے ہیں کہ یا تو وہ ان کو نفقہ دیں یا پھر ان کو طلاق دے دیں اور ساتھ اس مدت کا بھی نفقہ دیں، جتنی مدت انھوں نے اپنی بیویوں کو روک کر رکھا ہے"

اس حکم فاروقی کا (جو آیات ثلاثہ مذکورہ کے عین مطابق اور ان سے مستنبط ہے) خلاف کسی امام یا مجتہد سے مروی نہیں کہ جو لوگ باوجود وسعت واستطاعت کے اپنی عورتوں کو نفقہ دیں اور اس سے انکار کریں اور اس پر مصر رہیں، ان کی عورتیں ان کے قید نکاح میں بیٹھی رہیں اور حاکم وقت سے طلاق کی درخواست نہ کریں، لہذا اس عورت کا، جس کے بارے میں سوال ہے، یہ حق ہے کہ وہ فتویٰ کی دستاویز سے حکام وقت سے درخواست کرے کہ وہ اس کے شوہر کو اس کے حقوق جانی ومالی ادا کرنے پر مجبور کریں یا اس کو طلاق دینے پر مجبور کریں۔ وہ اگر طلاق نہ دیں تو حاکم وقت خود اس کی طرف سے عورت کو طلاق دے دے اور بعد عدت عورت کو دوسرے شوہر سے نکاح کرنے کی اجازت دے۔

صورت مندرجہ سوال میں عورت مذکورہ حاکم وقت کے یہاں اس مضمون کا استغاثہ کرے کہ میرا شوہر نہ میرے حقوق ادا کرتا ہے اور نہ مجھے چھوڑتا ہے، لہذا میرے شوہر کو حکم دیا جائے یا تو وہ میرے حقوق ادا کرے یا مجھے طلاق دے دے۔

اگر وہ دو امروں میں سے کوئی امر بجا نہ لائے تو حاکم وقت خود بقائم مقامی میرے شوہر کے مجھے طلاق دے دے۔ اس کے دلائل مجیب کے مذکور بالا جواب میں بما لا مزید علیہ مرقوم ہیں۔

---

[1]۔ مصنف عبدالرزاق (7/149)

[2]۔ مصنف عبدالرزاق (7/151) تاریخ الخلفاء للسیوطی (ص:124)

[3]۔ مسند احمد (2/527) سنن الدار قطنی (3/695) اس حدیث میں " تقول : أَطعمنی والا فارقنی " مرفوع نہیں بلکہ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بیان کردہ الفاظ ہیں۔ دیکھیں : صحیح البخاری رقم الحدیث (5040)

ھذا ما عندی واللہ اعلم بالصواب

مجموعہ فتاویٰ عبداللہ غازی پوری

کتاب النکاح، صفحہ:439

محدث فتویٰ